فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کن فی الدنیا کانک غریب ...!

موجودہ دور میں مال و دولت، ساز و سامان اور منفعتِ دنیوی کے حصول کے لیے دوڑ جس شدت سے جاری ہے، بعض دفعہ اس کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی بہت ہی قیمتی متاع لوگوں سے چھن گئی ہے، جس کے تعاقب میں یہ ہر ممکن تیزی کے ساتھ رواں ہو کر اسے حاصل کر لینا چاہتے ہیں ـــــ یا کوئی انتہائی خوفناک بلا بخود ان کے تعاقب میں ہے جس سے یہ، جتنی جلد ممکن ہو سکے دُور اور دُور نکل جانا چاہتے ہیں، ـــــ لیکن کاش وہ اس حقیقت کا ادراک کر سکتے کہ محض مال و دولت کے حصول یا مالی خسارہ سے بچ نکلنے کے لیے یہ اضطراب ایک مومن کے کسی طرح بھی شایانِ شان نہیں، ہاں جو اصل قیمتی متاع ان سے چھن چکی، جس کا انھیں احساس ہی نہیں اور جس کو پا لینا اب کسی کے بس کی بھی بات نہیں رہی، اس کا نام "وقت" ہے ـــــ جو گھڑی گزر چکی پھر کبھی ہاتھ نہ آسکے گی:

"وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔"!

"زمانے کی قسم، بے شک انسان خسارے میں ہے، ہاں وہ لوگ اس خسارے سے (یقیناً) محفوظ ہیں جنھوں نے ایمان کو اختیار کر لیا، اعمالِ صالحہ انجام دیے اور حق و صبر کی وصیت کو انھوں نے اپنا شعار بنا لیا۔"!

کیا آپ نے کبھی کسی ایسے برف بیچنے والے کو دیکھا ہے جو وسطِ بازار میں کھڑا چلّا رہا ہو کہ "لوگو! مجھ پر رحم کرو، میرا قیمتی سرمایہ ضائع ہونے سے بچا لو، اگر چند منٹ کے اندر اندر تم نے اس برف کو خرید نہ لیا، تو میری یہ تمام پونجی پانی بن کر بہ جائے گی اور پھر میں تہی دست و

تہی داماں رہ جاؤں گا!" ـــــ امام رازیؒ کسی بزرگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی سورۃ العصر کی تفسیر انہیں ایک ایسے ہی برف کے سوداگر کو دیکھ لینے کے بعد فوراً سمجھ میں آگئی تھی۔!

ـــــ اسی طرح اس حقیقت کا ادراک بھی ضروری ہے کہ وہ خوفناک بلا، جس سے بچ نکلنے کے لیے لوگ تیز سے تیز تر دوڑے جا رہے ہیں، مالی خسارہ نہیں، بلکہ موت ہے، جو ہر وقت تعاقب میں ہے اور جس سے بچ نکلنا کسی کے لیے بھی محال، بلکہ ناممکن ہے:

"قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ"!

انسان اس دُنیا میں آ کر نہ جانے کن مشاغل میں مصروف ہو گیا ہے؛ موت اس کے تعاقب میں ہے اور قبر کا تاریک، مدفن اس کے سامنے! ـــــ کس قدر احمق ہے وہ مسافر جو زندگی کے لق و دق صحرا میں سفر کرتا کرتا کسی شجر سایہ دار کو دیکھ کر اس کے نیچے گھڑی دو گھڑی آرام کر لینے کی تمنا کو دبا نہیں سکتا، لیکن سکون کے چند لمحات گزار لینے کے خیال میں یہ بھی بھول جاتا ہے کہ وہ آیا کہاں سے ہے اور اسے جانا کہاں ہے؛ ـــــ جہاں سے آیا ہے، کیوں آیا ہے؟ ـــــ اور جہاں جانا ہے، وہاں کن حالات سے اس کا سابقہ پڑنے والا ہے؟

ـــــ "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ" ـــــ یہ دُنیا تو آخرت کی کھیتی ہے، یہاں جو کچھ بویا، وہاں وہی کاٹنا بھی ہے ـــــ انہی اعمال کے نتیجے میں یا تو ابدی مسرتیں ہیں یا ابدی نامرادیاں ـــــ اس زندگی کا اصل مقصد تو یہی ہے جسے بُری طرح فراموش کر دیا گیا ہے۔ اگر زندگی کی ان مہلتوں سے فائدہ اٹھانے کے بجائے انھیں عارضی آسائشوں کی نذر کر دیا گیا تو مقصودِ حیات کب، کہاں اور کیسے حاصل ہو گا؟ ـــــ رسولِ رحمت، نبیِ امیؐ، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کی نقاب کشائی ان الفاظ میں فرمائی ہے:

"كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"!

کہ "(یہ دُنیا دل لگانے کی جگہ نہیں) یہاں تجھے اس طرح رہنا چاہیے گویا تُو ایک غریب الدیار، یا راہ چلتا مسافر ہے"!

کیا زندگی کی ان طویل مصروفیات میں اس تلخ حقیقت کی طرف تھوڑی سی توجہ دے ڈالنے کی بھی آپ کے پاس گنجائش موجود ہے؟

اکرام اللہ ساجد